88734-نام رکھنے میں تاخیر کرنا

سوال

ہمارے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی لیکن پینڈھانہ ملنے کی بنا پر نام رکھنے میں تقریبا پانچ ماہ تاخیر ہوگئی، توکیا اب ہم اس کا نام رکھ سکتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

بچے کا نام رکھنے کے وقت کی تحدید میں کئی ایک احادیث آئی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

1-وہ احادیث جو پیدائش کے ساتویں روز بچے کا نام رکھنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں :

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بچے کا ساتویں روز نام رکھا جائے، اور اس کی گندگی دور کی جائے، اور اس کا عقیقہ کیا جائے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2832) ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں حسن قرار دیا ہے.

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن اور گروی رکھا ہوا ہے، ساتویں روز اس کی جانب سے ذبح کیا جائے، اور اس دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے "

سنن ابوداود حدیث نمبر (2838) علامہ البانی رحمہ اللہ نے الارواء الغلیل (385/4) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

2-وہ احادیث جو پہلے روز ہی نام رکھنے پر دلالت کرتی ہیں :

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" رات میرا ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، جس کا نام میں نے اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2315).

اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ اولی اور بہتر یہی ہے کہ بچے کا نام ساتویں روز رکھا جائے، اور انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث صرف ولادت کے دن نام رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے نہ کہ استحباب پر.

دیکھیں : المغنی (356/9).

اور بعض مالکی اور امام نووی کہتے ہیں اور حنابلہ کے ہاں بھی ایک توجیہ ہے کہ ولادت کے پہلے روز نام رکھنا مستحب ہے اور اسی طرح ساتویں روز بھی مستحب ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"سنت یہ ہے کہ بچے کا نام ولادت کے ساتویں روز رکھا جائے یا پھر ولادت کے روز" انتہی.

دیکھیں : الاذکار (286). مزید دیکھیں : الانصاف (111/4).

اور امام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ جو شخص عقیقہ کرنا چاہے تو وہ عقیقہ کے دن ساتویں روز تک نام رکھنے میں تاخیر کرے، اور جو عقیقہ نہ کرنا چاہے وہ پہلے روز ہی نام رکھ لے"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور یہ (احادیث کے درمیان) بہت اچھا اور لطیف جمع جسے بخاری کے علاوہ کسی نے بھی جمع نہیں کیا" انتہی.

دیکھیں : فتح الباری (588/9).

اور عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور یہی (یعنی ساتویں روز مستحب ہے) قول حسن بصری اور مالک اور شافعی اور احمد وغیرہ کا ہے.

اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں : اس سے قبل نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں.

اور محمد بن سیرین اور قتادہ اور اوزاعی کا کہنا ہے :

جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی خلقت پوری ہو جاتی ہے اگر چاہیں تو اسی وقت اس کا نام رکھ سکتے ہیں.

اور ابن منذر کہتے ہیں : ساتویں روز بچے کا نام رکھنا بہتر اور اچھا ہے، اور جب چاہیں نام رکھ لیں.

اور ابن حزم کہتے ہیں : ولادت کے دن ہی بچے کا نام رکھا جائے، اور اگر ساتویں روز تک مؤخر کیا جائے تو یہ بہتر ہے.

اور ابن المحلب کہتے ہیں : جب بچہ پیدا ہو تو اسی وقت اس کا نام رکھنا جائز ہے، اور اس کے بعد بھی، لیکن اگر عقیقہ کرنے کی نیت ہو تو پھر سنت یہ ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے، انہوں نے یہ امام بخاری کے قول سے لیا ہے جو انہوں نے باب باندھتے ہوئے کہا ہے :

عقیقہ نہ کرنا ہو تو ولادت کے دن ہی نام رکھنے کا باب. انتہی.

دیکھیں : طرح التثریب (5/203-204).

بہر حال اوپر جو بیان ہوا ہے وہ اس کی دلیل ہے کہ معاملہ جواز اور استحباب کے درمیان ہے، اور کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جو ساتویں روز نام رکھنے کو فرض کرتی ہو، اور اگر کوئی شخص ساتویں روز سے بھی نام رکھنے میں تاخیر کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمارے اصحاب وغیرہ کا کہنا ہے: پیدائش کے ساتویں روز نام رکھنا مستحب ہے، اور اس سے قبل اور بعد میں جائز ہے، اس سلسلہ میں صحیح احادیث ملتی ہیں" انتہی.

دیکھیں: المجموع (415/8).

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر آپ کو چاہیے تو یہ تھا کہ آپ نئے مبارک بچے ان شاء اللہ کا نام پہلے یا ساتویں روز رکھ لیتے، پھر عقیقہ کا معاملہ آسانی تک چھوڑ دیتے کہ جب آسانی ہو عقیقہ کر لیا جائیگا، لیکن یہ ہے کہ اس میں امر استحباب کے لیے ہے، اور اسے ترک کرنا گناہ اور سزا کا موجب نہیں.

مزید آپ سوال نمبر (7889) اور (20646) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.